ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ابدال دورانِ تلفظِ حروف (امام ابی البقآ العکبری کی کتاب التبیان) جدید لسانیات کی روشنی میں

Abdal during pronunciation of letters (Imam Abi al-Baqqa al-Akbari's Book of Al-Tabayan) in the light of modern linguistics

☆ڈاکٹر لبنیٰ فرح

اسسٹنٹ پروفیسر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

☆☆حافظ ابو بکر ادریس

ایم فل اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

Abstract

This research endeavors to deepen our understanding of the phenomenon of consonant substitution, as articulated by Imam Al-Akbari in his seminal work, "Al-Tibyan fi Al-Arab Al-Qur'an." In this pursuit, the study aims to rectify certain interpretations that have persisted since antiquity through the lens of advancements in phonology. The evolving field of phonology, influenced by progress in various disciplines, has played a crucial role in refining these interpretations and providing a contemporary perspective on linguistic phenomena. The significance of consonant substitution becomes evident as a striking linguistic occurrence within the Arabic language. This phenomenon is not confined to a singular manifestation but finds its expression in various dialects, notably the Anana and Al-Fafha dialects. Moreover, its presence resonates in the Holy Qur'an, particularly in readings that deviate from the Quraish dialect – the original dialect in which the Qur'an was revealed. This research embarks on the exploration of consonant substitution, aiming to unravel its intricacies and nuances, examining its manifestations not only in linguistic phenomena but also within the context of Quranic readings. The study recognizes the dynamic nature of language and the influence of historical context on linguistic evolution. By delving into consonant substitution, the research seeks to bridge the gap between classical interpretations and contemporary linguistic insights. Through this comprehensive exploration, it aspires to contribute significantly to a more nuanced understanding of the Arabic language and its historical interpretations, offering a valuable perspective for scholars, linguists, and enthusiasts alike.

Keywords: Holy Qur'an, phenomenon, substitution, Consonants, Imam Al-Akbari, Al-Tibyan fi Al-Arab Al-Qur'an, Phonology.

تعارف موضوع

ماہر لسانیات و نحو، قدیم عرب قارئین حتیٰ کہ جدید لوگ بھی صوتیاتی مظاہر میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس پر بہت توجہ دی، کیونکہ یہ ان اہم ترین موضوعات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے جس کی جڑیں عربی وراثت میں گہری ہیں۔ اسی لیے انہوں نے اس کے امتزاج، جھکاؤ، متبادل، تناؤ اور لہجہ کے احکام سمیت دیگر صوتی مظاہر کا استنباط کیا۔ اس تحقیق میں ہم ان میں سے کچھ مظاہر پر جدید صوتی تشریحات کی روشنی میں بحث کرتے ہیں۔ یہ تحقیق درج ذیل جہتوں پر مرکوز ہے:

جہتِ اول: الکبری اور اس کے اثرات۔

جہتِ دوم: متبادل کی نوعیت۔

جہتِ سوم: التبیان میں الابدال بین الصامت کا ثبوت۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

نتائج اور حوالہ جات۔

نوٹ: کیونکہ اس موضوع سے متعلقہ مصادر و مراجع عربی زبان میں ہیں،لہذا انہی سے استفادہ کیا گیا ہے۔

جہتِ اول: العکبری اور اس کے اثرات

نام اور نسب:

وہ امام، مفسر، فقیہ، قاری، فرضی، ماہر لسانیات اور نحوی تھے۔ ان کا پورا نام ابی البیقہ عبد اللہ بن الحسین، امام و عالم محب الدین ابی البیقہ العکبری[1] ہے۔ اصل میں بغداد سے تھے اور ان کی وفات 616 ھجری میں ہوئی۔

پیدائش اور حصولِ علم:

العکبری کی ولادت پانچ سو اڑتیس (538ھ / 1143ء) میں ہوئی۔ ایک سے زائد افراد نے یہ بات کہی۔ جہاں تک اس کی پرورش کا تعلق ہے، ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، سوائے اس کے کہ وہ اپنی جوانی میں چیچک سے متاثر ہوا تھا اور اندھا ہو گیا تھا۔ اس کے زمانے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے چھوٹی عمر میں علم حاصل کیا اور سفر کیا اور حدیث اور دوسرے علوم حاصل کئے۔ جیسا کہ سوانح نگاروں نے ہمیں بتایا۔ العکبری نے بہت سے علماء سے تعلیم حاصل کی جن میں سب سے مشہور ابو الفراج ابن الجوزی (متوفی 598ھ)، ابو حکیم ابراہیم بن دینار النہروانی (متوفی 556ھ)، اور القاضی ابو یعلیٰ الفرا (متوفی 560ھ) ہیں۔

تصنیفات:

بہت سی کتب ان سے منسوب ہیں، جن میں:

- التبيان في إعراب القرآن جس میں بتایا گیا کہ اللہ رحمٰن نے تصریف کے پہلوؤں کے بارے میں کیا حکم دیا ہے اور اسے کیسے تمام قرآن میں پڑھنا ہے۔
- اللباب في علل النحو: اسی نام سے مطبوعہ ہے
- إعراب الحديث النبوي
- شرح ديوان المتنبي

وصال:

آپ کا وصال اتوار کی رات، آٹھ ربیع الآخر سولہ سو سولہ ہجری میں ہوا اور اگلے دن آپ کو باب حرب میں امام احمد کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

جہتِ دوم: متبادل کی نوعیت

زبان میں متبادل:

یہ تبدیلی ہے، اور اس سے مراد کسی چیز کو کسی دوسرے کی جگہ پر قائم کرنا، اسے بلند کرکے اور اس کی جگہ کسی اور چیز کو رکھنا؛ ابن فارس کہتے ہیں: ب، دال اور لام ایک ہی اصل میں سے ہیں اور وہ جانے ولی چیز کی جگہ پر کسی اور چیز کو رکھنا ہے۔[2]

اصطلاح میں متبادل:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ایک حرف کو ہٹانا اور اس کی جگہ دوسرا رکھنا۔ یہ دونوں پوزیشن میں تبدیلی ہیں، سوائے اس کے کہ وضاحت حرفوں کے لیے مخصوص ہے، اس لیے ان میں سے ایک کو پہلے کی طرح ہی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک متبادل کا تعلق ہے، یہ صحیح حروف میں ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ پر رکھ کر اور حروف علت میں بھی حرفِ علت کی جگہ دوسرے حرفِ علت کو رکھ کر کیا جاتا ہے۔[3]

علمائے حدیث کے مطابق، متبادل لفظ (جو ایک معنی پر مشتمل ہو) کی دو صورتوں یا نقطوں کے درمیان فرق ہے اور یہ فرق ایک حرف سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے، بشرطیکہ دونوں حروف کے درمیان صوتیاتی تعلق ہو۔ ان حرفوں کو مبدل اور مبدل منہ کہا جاتا ہے۔[4]

متبادل کی اقسام:

صرفی متبادل (مستحکم یا معیاری):

صرفی معیاری متبادل افتعل کے وزن پر ہو گا۔ اس کے شواہد اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اس نے صوتیاتی مماثلت کے عنصر کو سختی سے بدل دیا ہے، جیسا کہ آوازیں اپنے اثر و رسوخ میں، اپنے ارد گرد کی آوازوں، ان کی پیداوار اور معیار میں مختلف ہوتی ہیں۔ جہاں ان مقامات کے مطابق آوازیں تقسیم کی جاتی ہیں: دھماکہ خیز آوازیں، مرکب آوازیں، بار بار آوازیں، پس منظر کی آوازیں، اور سر اور ناک کی، اسی طرح سرگوشی کی۔ آواز کے تاروں کی کمپن کی نوعیت کے مطابق، اسے مختلف صوتی آوازوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔[5]

لسانی متبادل (مسلسل یا سمعی کے علاوہ):

یہ پچھلی قسم کے برعکس ہے، کیونکہ یہ متبادل کے تابع نہیں ہے۔ کوئی خاص کنٹرول یا قانون نہیں ہے، لیکن یہ عربوں سے سننے کے ذریعہ چلایا جاتا ہے، اور یہ بہت سی چیزوں سے قریبی تعلق رکھتا ہے۔ یہ تمام عربوں میں ایک جیسی نہیں ہے، بلکہ قبائل کے لحاظ سے بولیاں مختلف ہوتی ہے۔[6] لسانی متبادل جس کا مطلب ہے کہ ایک خاموش شخص بالکل خاموش کی جگہ لے لیتا ہے۔

جہتِ سوم: التبیان میں الابدال بین الصامت کا ثبوت۔

پہلا: ان آوازوں کے درمیان ابدال جن کا مخرج ایک ہو:

(الف)۔ مسوڑوں کی ذریعے نکلنے والی آوازیں:

ت کو دال سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: وما تدخرون في بيوتكم (آل عمران: ٤٩)

(ترجمہ: جو تم بچاتے ہو اپنے گھروں میں)

العکبری نے کہا: (تدخرون)[7]: میں نے "ت" کو "دال" سے بدل دیا۔ کیونکہ اسے ذال کے قریب لانے کے لیے اس کے ماخذ سے لیا گیا ہے، پھر میں نے ذال کو دال سے بدل دیا۔ اور عربوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو تا کو ذال میں بدلتے ہیں، اور ملائے جاتے ہیں، اور ذال کو مخفف کر کے اور خ کو زبر سے پڑھتے ہیں، اس کا ماضی ذخر ہے۔[8]

السجستانی نے کہا: یہ کنانہ کی زبان ہے۔[9] اس کا صوتیاتی جواز یہ ہے کہ اشارہ کنندہ اور اشارہ کنندہ دو متواتر آوازیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک بے آواز ہے۔ حالانکہ آواز دی گئی، لیکن ذال ایک گھمبیر آواز ہے۔ اس کے نتیجے میں دو حروف کے درمیان صوتیاتی مماثلت کے رجحان کا ظہور ہوا، جہاں پر اس کے بعد ت، دال سے متاثر ہوا، اس لیے اس نے دال کو بدل دیا، پھر دال کو دال میں ضم کر دیا۔

ت کو ص سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: فلا جناح علیھما أن یصلحا (النساء:)

(ترجمہ: ان پہ کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان صلح کروائیں)

العکبری نے کہا: اسے الف کے بغیر ص پر زور کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اور اس کی اصل یصطلحا[10] ہے، اس لیے میں نے ت کو ص سے بدل دیا، پہلے کو اس میں ضم کر دیا گیا اور اسے ت کو طاء سے بدل کر یصطلحا پڑھا گیا۔[11]

اس کا صوتیاتی جواز یہ ہے کہ جب ت زبر کے ساتھ ص یا ض یا ظ ساکن یا متحرک کے ساتھ آتی ہے تو تلفظ یا حرفی آوازوں میں احتیاط برتنی چاہیے کہ زبان ان کو جلدی نہ کرے اور ان کا تلفظ تا' کے طور پر نہ کرے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ط اور تا' ایک ہی مخرج سے آتے ہیں اور جو چیز ان کو الگ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ط' کھلے سر کے ساتھ سرگوشی کی جاتی ہے۔ طاء ایک آواز اور لا گو آواز میں ہے، یہ منہ میں داخل کیا جاتا ہے اور تا کے مقابلے میں ص کے قریب ہے۔ اس معاملے میں ت کی حرکت کو مد نظر رکھتے ہوئے ص کے سکون کو بھی مد نظر نہیں رکھا گیا ہے۔[12]

ت کو س سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: واتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَساءلُون بِهِ والأَرحام (النساء:)

(ترجمہ: وہ لوگ اللہ سے ڈریں جو ماں کے بیٹ میں کیا ہے؟، کے متعلق سوال کرتے ہیں)

العکبری نے کہا: (تَساءلُون): یہ س پر شد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اور اصل یہ ہے کہ تَتَساءلُون، لہذا میں نے محاورے کو دہرانے سے بچنے کے لیے، دوسری ت کی جگہ س سے بدل دی۔ اور ت آہستہ پڑھنے میں س کے مشابہ ہے، اور پست لہجے میں پڑھا جاتا ہے۔[13] دوسرا ت حذف کریں؛ کیونکہ بقیہ اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور تعبیر اثر میں داخل ہوتا ہے۔ کیونکہ معنی آپ اپنے آپ کو اس کے ساتھ ملائیں گے[14]۔ ت کو س سے بدلنے کا صوتیاتی جواز دونوں آوازوں کی قربت ہے۔ وہ دونوں بے آواز ہیں، سوائے اس کے کہ "س" نرم ہے، اور "ت" شد کے ساتھ۔[15]

ت کو ش سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: ان الْبقَر تَشَابَه علَینَا (البقرۃ:)

(ترجمہ: بے شک گائے میں ہمیں مشابہ ہو گیا ہے)

العکبری نے کہا: (تَشَابَه): جمہور کی رائے میں یہ شین کی تخفیف کے ساتھ ہے اور ہ کی زبر کے ساتھ ہے۔[16] کیونکہ الْبقَر مذکر ہے، فعل ماضی کے زمانہ میں ہے، اور گائے کی نسائی شکل کو ہلکا کرنے کے ساتھ پیش کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، جیسا کہ یہ جمع کی طرح تھا، اور اسے ہ کو جوڑ کر اور ش کو سخت کر کے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کی اصل تَتَشَابَه ہے، اس لیے میں نے دوسرے ت کو ش سے بدل دیا، پھر ملائی۔ اور وہ تَشَابَه علَینَا آیا۔[17]

ز کو س سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: ویذْهِب عنْكُم رِجز الشَّيطَانِ (الأنفال:)

(ترجمہ: اور وہ شیطان کے گندگی کو تم سے دور کر دے گا)

العکبری نے کہا: جمہور نے اسے پڑھا: (رجز) لفظ "ز" کے ساتھ جس کا معنی عذاب، یا سازش اور سرگوشی ہے[18]۔ ابو العالیہ نے پڑھا: (رجس) حرف س کے ساتھ، اور کہا کہ یہ ابو ابلہ کی قرأت ہے۔ العکبری کہتے ہیں: اسے "س" کے ساتھ پڑھا جاتا ہے- کہا جاتا ہے کہ "زے"

کے بجائے "س" استعمال ہوتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ "شیطان کا رجس اور اس کے وسوسہ"۔[19] رجس کی اصل: ایک گندی چیز، اور مکروہ: عذاب۔ ابن جنی نے جماعت کے ساتھ پڑھنے کا ذکر کیا ہے[20]۔ قریش کی زبان میں اس کا مطلب شیطان کو ڈرانا ہے۔[21] ز کو س سے بدلنا بنو کلب بولی کی ایک خصوصیت ہے اور بالکل یہی تبدیلی بول چال میں بھی نظر آتی ہے۔ تدمر، جو قدیم علاقہ کلب ہے، جہاں لفظ "سقف" کا تلفظ زقف اور سقیفہ کا زقیفہ کیا جاتا ہے۔[22] اس متبادل کا صوتیاتی جواز یہ ہے کہ "جم" کی آواز ایک مضبوط آواز والی آواز ہے، اور "س" ایک سرگوشی کی آواز، تو اس کی جگہ (ز) سے بدل دی تاکہ جیم سے صوتی مماثلت ہو جائے۔[23]

ہ کو ھمزہ سے بدلنا:

محدثین نے ھمزہ اور ہ کے درمیان تعلق بیان کیا ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ ھمزہ اور ہ دونوں حلق کے نیچے کی آوازیں ہیں۔ ع اور ح دونوں حلق کی آوازیں ہیں، اور حنجرہ حلق سے زیادہ گہرا ہے، اور اس وجہ سے جو حنجرہ سے نکلتا ہے وہ حلق سے نکلتی آواز سے زیادہ گہرا ہوتا ہے۔[24]

اللہ کریم کا ارشاد ہے: وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ (البقرۃ: ٤٩) (ترجمہ: اور جب ہم نے بچایا تمھیں فرعون کی فوج سے)

العکبری نے کہا: آل کی اصل اھل، تو میں نے نتھنے میں قریب ہونے کی وجہ سے "ہ" کو ھمزہ سے بدل دیا، پھر میں نے اسے سکون کی وجہ سے الف سے بدل دیا۔ کیونکہ اس کو اصل کی طرف لوٹایا جاتا ہے، اور بعض نے کہا: اویل، تو اس نے الف کی جگہ واؤ رکھ دیا، اور اسے اصل کی طرف واپس نہیں کیا جیسا کہ اس نے نہیں کیا۔ وہ دھیمی شکل میں اس کی اصلی شکل میں لوٹا دیتے ہیں۔ کہا جاتا تھا کہ اول خاندان کی اصل یا اول خاندان سے ہے۔ کیونکہ انسان سے مراد اپنے گھر والے ہیں اور فرعون علم میں معرفہ ہے۔[25]

دوسرا: ان آوازوں کے درمیان ابدال جن کا مخرج مختلف ہو:

(الف)-ہونٹوں اور منہ کے غار سے نکلنے والی آوازیں:

واو کو یاء سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ (الغاشیۃ:)

(ترجمہ: بے شک ہمارے ذمے ہی ہے ان کا بندوبست)

العکبری نے کہا: الایاب: حرف "یاب" کا ماخذ "یَوُوب" ہے، جیسے کھڑا ہونا اور روزہ رکھنا، میں نے کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یا سے بدل دیا۔ اس سے پہلے یا آیا اور عمل میں اس کی معتل۔ اسے یا پر زور دے کر پڑھا جاتا ہے۔[26] اس کی اصل فیال پر ایوباب ہے، اس لیے واو اور یا کو ملا کر اس سے پہلے آتا ہے۔ پہلا سکون کے ساتھ ہے، اس لیے میں نے واؤ کی جگہ یا اور جمع کیا ہے۔

"ابو جعفر" نے "ایابھم" کو "یا" پر زور دیتے ہوئے پڑھا، جو "فیعل" کے وزن پر "ایب" کا مصدر ہے، جیسے: "بیطر" اور اصل "ایوب" ہے، اس لیے یا اور واؤ کو جمع کیا گیا ہے، اور ان میں سے ایک کے آگے سُکن ہے، اس لیے یہ الٹا ہے۔ "واؤ" "یا" پھر میں نے "یا" کو "یا" میں ملایا، اور "ایاب" "فیعال" کے وزن پر کیا۔[27]

جدید صوتی مطالعہ دو آوازوں (واو اور یا) کے حوالے سے روایتی علوم سے زیادہ درست ہیں۔ اس خصوصیت کی مماثلت ان کے درمیان متبادل کے واقع ہونے کا زیادہ ثبوت ہے، چاہے یہ متبادل تعمیر کیا گیا ہو مستقل یا لسانی بنیادوں پر۔

ڈاکٹر ابراہیم انیس کے بیان کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ یا ایک عبوری آواز ہے، یعنی یہ نرم آواز کی پوزیشن بنتی ہے، پھر تیزی سے نرم آواز کی دوسری پوزیشن پر چلی جاتی ہے۔

اسی طرح واو کی تشکیل نرم آواز کی پوزیشن سے شروع ہوتی ہے، پھر زبان تیزی سے نرم آواز کی پوزیشن پر چلی جاتی ہے۔ واو اور یا دونوں عبوری آوازیں ہیں۔ اس عبوری نوعیت کے لیے، ان کی کم سننے اور سننے میں وضاحت کی کمی کی وجہ سے، جب نرم آوازوں سے پیدائش کی جاتی ہے، تو یہ ممکن ہے کہ ان کو ساکن آوازوں میں شمار کیا جائے۔[28]

(ب)۔ مسوڑوں اوران کے ساتھ منہ کے غار سے نکلنے والی آوازیں:

دال کو یاء سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: وما كَان صلَاتُهم عِنْد الْبيتِ إِلَّا مكَاء وتَصدِية (الأنفال:٣٥)

(ترجمہ: اوران لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔)

العکبری نے کہا: تَصدِية کا اصل تَصددة ہے۔ کیونکہ یہ الصد سے ہے، اس لیے میں نے کمزوری کے وزن کی وجہ سے آخری دال کو یا کے ساتھ بدل دیا۔ کہا گیا: یہ اصل ہے، اور یہ صدی سے ہے، جو آواز ہے۔[29]

اور میں نے تَصدِية میں اس سے ی کو بدل دیا، تو انہوں نے کہا: تَصدِية، اصل یہ ہے: تَصده، صددت سے ہے، جیسے: التحلله اور التعلله، پس جب میں نے دونوں دالوں میں سے ایک سے ی کو انضمام کو کم کرنے کے لیے بدل دیا اور باقی رہا تَصدِية۔[30]

اور اسم پر خبر کو مقدم کرنے سے اس کے برعکس پڑھا گیا۔[31] اور یہ پڑھنا ضعیف ہے۔[32] کیونکہ اسم کو نکرہ اور خبر کو معرفہ بنایا گیا ہے۔ اور یہ بہت کم اور نادر ہی واقع ہوتا ہے اور یہ نثر کی بجائے اکثر نظم میں ہوتا ہے۔[33]

(ج)۔ تالو اور سینے سے نکلنے والی آوازیں:

همزہ کو یاء سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: ولَه ذُرِيةٌ ضعفَاء (البقرة: ٢٦٦)

(ترجمہ: اوراس کے ننّھے ننّھے بچے بھی ہوں۔)

العکبری نے چوتھے مقام پر ذکر کیا ہے کہ یہ ذرأ سے همزہ کے ساتھ ہے۔ اس کی اصل ذروءة بروزن فعولة ہے۔ میں نے ہمزہ کو ی سے بدل دیا، اور میں نے واؤ کو ی سے بدل دیا، تاکہ ہمزہ، واؤ اور دَمّہ ثقیل نہ ہوں۔[34]

(د)۔ مسوڑوں اور پیٹ سے نکلنے والی آوازیں:

س کو الف سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے: وقَد خاب من دساها (الشمس: ٢٩)

(ترجمہ: اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔)

العکبری نے کہا: اور (دساها): اس کی اصل دسسها ہے، اس لیے کہاوتوں کی کثرت کی وجہ سے آخری س کو الف سے بدل دیا گیا۔[35] اس کی حرکت اور اس کے سامنے آنے کی وجہ سے وہ اس میں پوشیدہ رہا جیسا کہ تم دیکھ سکتے ہو، اور اس چیز میں چھپا ہوا تھا تو اس طرح اس کا معنی ہوا: اس نے اسے چھپا دیا۔[36]

حرف وسخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

(ہ)۔ہونٹوں اور سینے سے نکلنے والی آوازیں:

واو اور یاء کو ھمزہ سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے:ثُمَّ استَوىٰ إِلَى السماءِ (البقرة: ٢٩)

(ترجمہ: پھر وہ براجمان ہوا آسمان پر۔)

العکبری نے کہا: لفظ "السماء" کی جمع ہے "سماوۃ" جس میں "وا" کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے، کیونکہ یہ الف کے بعد حرف زائد کے طور پر آرہا ہے۔[37] لفظ (سماء) میں پیش کو حذف کرکے خاموش حرف میں تبدیل کر دیا گیا، جو ہمزہ ہے۔ عربی میں تین حرکتوں کو ایک ساتھ استعمال کرنے سے نفرت ہے۔ اس کی وجہ لمبی فتوح کے ساتھ سماء کی دوہری حرکت ہے، اور اس حصے کو فتح پر کھڑے ہونے سے بچنے کے لیے سکون کے ساتھ ختم کر دیا گیا ہے۔

(ح)۔ہونٹوں اور مسوڑوں سے منسلک دانتوں سے نکلنے والی آوازیں:

واو کو ت سے بدلنا:

اللہ کریم کا ارشاد ہے:وأَنْزَلَ التَّوراۃَ والإِنْجِيل (آلِ عمران:٣)

(ترجمہ:اور اس نے تورات اور انجیل کو نازل کیا)

العکبری نے کہا: التّوراۃ ، فوعلة کے وزن پر ہے، اس کا معنی اندھیرے میں روشنی کے ہیں۔ اس کی اصل وورية ہے۔ پہلی واو کو ت سے بدل دیا۔ جیسے کہا جاتا ہے تولج[38] اور اس کی اصل وولج ہے، پس اس میں یا کو الف متحرکہ سے بدل دیا اس سے پہلے کو مفتوح کر دیا۔ یہ اہل بصرہ کا مذہب ہے۔[39]

حاصل بحث:

اس تحقیق میں ہم نے العکبری کے زیر بحث مظاہر کی صوتی وضاحتیں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ ان کی کتاب الطبیان فی قرآن مجید میں تحقیق سے کچھ نتائج اخذ کیے ہیں، جو کہ حسب ذیل ہیں:

- العکبری کو آواز کے مظاہر کے ذکر میں اختصار کی خصوصیت سے ممتاز کیا گیا تھا، اور یہ اس بحث میں ظاہر ہوتا ہے۔ ان بولیوں کا تذکرہ کرنے کی عصبیت جس سے اس نے الطبیان میں پڑھا ہے، وغیرہ۔ یہ پڑھنے کی ہدایت کرنے اور اسے اپنے قاری کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مروجہ حد سے متصادم نہیں ہے۔ محقق کے خیال میں یہ چیز کسی حد تک مطلوبہ مقصد میں رکاوٹ ہے۔ مذکورہ کتاب کا عنوان ہے نحوی مسائل، تفسیر کی روایتی کتابوں کے مقابلے میں جس نے پڑھنے کے ساتھ تشریح کے طریقہ کار کے طور پر کام کیا، ہمیں مختصر، مخصوص کتاب ملتی ہے۔ الاکبری کا علم کا میدان استدلال ہے۔
- متبادل کے رجحان کو دیگر مظاہر کی وضاحت میں سب سے زیادہ جگہ ملی۔ صوتی آواز کو یقیناً اس حصے میں مظاہر کی ماں سمجھا جاتا ہے۔
- الکبری نے ان مظاہر کو اس بات کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی کہ اس کے زمانے میں آوازوں کی سائنس کس حد تک پہنچی ہے۔
- جدید صوتی تشریحات کا حوالہ دیتے ہوئے، ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ الکبری اس دور کی جدید صوتی تشریحات سے دور نہیں بھٹکا، لیکن اس نے عام سیاق وسباق، یا سائنس میں رجحان کی وضاحت کی۔ جدید صوتیات نے اس رجحان کو گہرے تناظر میں دیکھا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

[1] إرشاد الأريب إلى معرفة الأديب، شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي (المتوفى: ٦٢٦هـ) تحقيق: إحسان عباس، دار الغرب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٤هـ-١٩٩٣م،، ١٥١٥/٤ والوافي بالوفيات، صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: ٧٦٤هـ)، تحقيق: أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى، دار إحياء التراث- بيروت، ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م،، ٧

[2] معجم مقاييس اللغة، تح: وضبط عبد السلام هارون، دار الجيل، لبنان، ط ١١ ١٤١١، ١٠: هـ-١٩٩١م، مادة: (بدل).

[3] جامع الدروس العربية، مصطفى بن محمد سليم الغلاييني (المتوفى: ١٣٦٤هـ)، المكتبة العصرية، صيدا- بيروت، الطبعة الثامنة والعشرون، ١٤١٤هـ-١٩٩٣م. ٢/١٢٠

[4] بحوث في الاستشراق واللغة، إسماعيل عمايرة، دار وائل عمان، الطبعة الثانية،، ٢٠١٣ص. ٢٠٢:

[5] علم الصرف الصوتي، عبد القادر عبد الجليل، دار أزمنة، الطبعة الأولى،، ١٩٩٨ص:، ٤٤٠. ٤٤١

[6] القراءات الشاذة دراسة صوتية ودلالية، حمدي سلطان أحمد العدوي، تقديم: محمد حسن جبل، وسامي عبد الفتاح، دار الصحابة، مصر، ط ١٠: ١٤٢٧، هـ/ ٢٠٠٦م. ٢٦

[7] المحرر الوجيز/ ٣، ٩٨ والقرطبي/ ٤. ٩٥ وقد صحفت في المحرر.

[8] التبيان في إعراب القرآن التبيان في إعراب القرآن، أبو البقاء عبد الله بن الحسين بن عبد الله العكبري (المتوفى: ٦١٦هـ)، تحقيق، علي محمد البجاوي، عيسى البابي الحلبي وشركاه. ١/٢٦٣

[9] اللغات في القرآن، عبد الله بن الحسين بن حسنون، أبو أحمد السامري (المتوفى: ٣٨٦هـ)، تحقيق: صلاح الدين المنجد، مطبعة الرسالة، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٣٦٥هـ-١٩٤٦م، ص. ٢٧:

[10] هي قراءة أكثر العشرة، قرأ بها المدنيان، والابنان، والبصريان، السبعة/، /٢٣٨ والحجة/ ٣، ١٨٣ والمبسوط/، /١٨٢ والتذكرة/ ٢. ٣١٠

[11] التبيان في إعراب القرآن. :

[12] أصوات اللغة، مخارجها وصفاتها وشوائبها بين الدرس الصوتي، والأداء القرآني، دارسة مقارنة، فارس الطائي، مطبغة إيلاف، بغداد، الطبعة الأولى،، ٢٠١٦ص. ٢

[13] قرأ المدنيان، والابنان، ويعقوب) : تس اءلون (مشددة السين. وقرأ الكوفيون) : تس اءلون (خفيفة السين. واختلف عن أبي عمرو: فروي عنه القراءتان. انظر السبعة/، /٢٢٦ والحجة/ ٣ ١١٨-، ١١٩ والمبسوط/، /١٧٥ والتذكرة/ ٢. ٣٠٣

[14] التبيان في إعراب القرآن: ٢/٣٢٦

[15] صوت السين في العربية في ضوء لهجات شبه الجزيرة العربية (رسالة ماجستير)، فاطمة كاظم خضير، كلية التربية للبنات، جامعة بغداد. ٢٠١٦

[16] التبيان في إعراب القرآن: ١/١٧٥

[17] إتحاف فضلاء البشر في القراءات الأربعة عشر، أحمد بن محمد بن أحمد بن عبد الغني الدمياطي ، شهاب الدين الشهير بالبناء (المتوفى: ١١١٧هـ)، تحقيق: أنس مهرة، دار الكتب العلمية- لبنان، الطبعة الثالثة، ٢٠٠٦م-١٤٢٧هـ، ص:. ١

[18] البحر المحيط، ٢٨٣/٥، ومعجم القراءات. عبد اللطيف الخطيب، دار سعد الدين للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق، ط ١٠:، ١٤٢٢هـ-٢٠٠٢م.

[19] التبيان في إعراب القرآن:، ٢/٦١٩ إعراب القراءات الشواذ. العكبري أبو البقاء عبد الله بن الحسين بن عبد الله، تحقيق ضبط وتعليق: عبد الحميد السيد محمد عبد الحميد، دار السعادة للطباعة، مصر، ط ١٤٢٤، ١هـ/ ٢٠٠٣م ٣٠٥/١- ٣٠٦

[20] المحتسب في تبيين وجوه شواذّ القراءات والإيضاح عنها. أبو الفتح عثمان بن جني، دراسة وتحقيق: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، ط، ١٠: ١٤١٩هـ-١٩٩٨/م. ١/٣٩٠،

[21] الأصوات اللغوية، إبراهيم أنيس، ص. ١٠

[22] اللهجات العربية القديمة في غرب الجزيرة العربية، تشيم رابون، ترجمة عبد الكريم مجاهد، الطبعة الأولى، دار الفارس، الأردن، ٢٠٠٢ص:. ٣

[23] الاصوات الاحتكاكية بين العربية (الفصحى) ولهجات شبه الجزيرة العربية (رسالة ماجستير)، ميساء صائب رافع، جامعة بغداد، ٢٠٠٦ص. ١٥٠:

[24] علم الأصوات، كمال بشر،، دار غريب- القاهرة، ٢٠٠٠م، ص،، ١٨٤-١٨٥ دراسة الصوت اللغوي"، عالم الكتب، القاهرة، ١٩٩١م، ص، ٣١٩. المدخل إلى علم اللغة ومناهج البحث اللغوي"، مكتبة الخانجي، القاهرة، ١٩٩٥م، ص ٥٥-٥٦. وعبد القادر عبد الجليل، "الأصوات اللغوية"، دار صفاء، عمان- الأردن، الطبعة الأولى، ١٩٩٨م، ص ١

[25] الكتاب، ٤٣٣، ٤٣٤/٤، وسر صناعة الإعراب. ٢/٢٠٣،

[26] قراءة صحيحة لأبي جعفر وحده. انظر المبسوط/. /٤٦٩ والنشر/ ٢. ٤٠٠ والإتحاف/ ٢. ٦٠٦

[27] القراءات وأثرها في علوم العربية. ١/٣٧٤

[28] القراءات القرآنية في ضوء علم اللغة الحديث، د/ عبد الصبور شاهين، مكتبة الخانجي بالقاهرة، الطبعة الأولى د. ت، ص:. ٤١

[29] التبيان في إعراب القرآن:، ٦٢٣/.

[30] الكناش في فني النحو والصرف، أبو الفداء عماد الدين إسماعيل بن علي بن محمود بن محمد ابن عمر بن شاهنشاه بن أيوب، الملك المؤيد، صاحب حماة (المتوفى: ٧٣٢هـ)، دراسة وتحقيق: الدكتور رياض بن حسن الخوام، المكتبة العصرية للطباعة والنشر، بيروت- لبنان، ٢٠٠٠م. ٢/٢٣٦ أثر التضعيف في تطور العربية والإبدال الذي غفل عنه علماء اللغة، مصطفى جواد، بحث بمجلة مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ج، ١٩ ص: ٦٤:، ٥٧ ولم أعثر على تاريخ البحث، وهو يقع تحت الرابط التالي: https://archive.org/details/ ٢٠٢١٠٧١٥_٢٠٢١٠٧١٥_n١٩٤٧/page/٥/mode/٢up

[31] انظر السبعة ٣٠٥ -. ٣٠٦ والحجة/ ٤. ١٤٤

[32] بإجماع النحاة، وهي خلاف قراءة الجمهور. وجعلها أبو الفتح/ ٢٧٨١ من الشواذ.

[33] الكتاب الفريد في إعراب القرآن المجيد، المنتجب الهمذاني (المتوفى: ٦٤٣ هـ)، حقق نصوصه وخرجه وعلق عليه: محمد نظام الدين الفتيح، دار الزمان للنشر والتوزيع، المدينة المنورة- المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٢٧ هـ- ٢٠٠٦ م، ٢.

[34] التبيان في إعراب القرآن:. ١/ ٢١٨

[35] التبيان في إعراب القرآن:. ١

[36] الكتاب الفريد في إعراب القرآن المجيد ١٤٢٧، هـ- ٢٠٠٦ م،. ٦/ ٤٠٨

[37] المحتسب. ١/ ٣٥٤،

[38] التولج: كناس الوحش الذي يلج فيه. الصحاح (ولج). ونقل عن سيبويه أن التاء مبدلة عن الواو.

[39] التبيان في إعراب القرآن. :